عالمی توحید کو بیدار کرنے کے لئے عالمی تمدن پیدا کریں خود سردار بنیں تا دنیا کی سیادت کرسکیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ رنومبر ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

ابھی جرمنی، بیلجیئم اور فرانس کے ایک مختصر دورے سے واپس آیا ہوں۔اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ دورہ کئی پہلوؤں سے مفید ثابت ہوا۔ بہت سے امور کا قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔کئی امور خوشی والے تھے، کئی قابل توجہ تھے جو دور بیٹھے نظر نہیں آتے مگر قریب آنے سے، رابطہ سے دوستوں کے ساتھ ملاقاتوں کے نتیجہ میں کئی کئی رستے نئے نئے کھلتے چلے جاتے ہیں۔اس لحاظ سے یہ دورے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی مفید ثابت ہورہے ہیں۔

جرمنی میں میرا تأثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے غیر معمولی امکانات پیدا ہوگئے ہیں کیونکہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے اس کا ایک بڑا حصہ نوجوان ہے اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی جوش پایا جاتا ہے اور قربانی کا بہت مادہ ہے اور اگر ان کو اچھی طرح سنبھال لیا جائے اور یہی زیادہ قابل توجہ بات ہے تو جرمنی کا مستقبل بنانے میں یہ ایک بہت ہی عظیم کردار ادا کرسکتے ہیں۔اسی طرح جرمن نوجوان بھی اور جرمن خواتین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ معیار کے احمدی ہیں بلکہ بعض صورتوں میں تو ان کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو دیکھ کر بعض پاکستانی احمدی جو باہر سے آئے ہوئے ہوتے ہیں وہ ان کے مقابل پر صف دوم کے احمدی نظر آنے

لگتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ تشویشناک صورتحال بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

دو جرمن احمدیوں نے ذکر کیا کہ پاکستان سے آنے والے بعض احمدیوں کا رویہ افسوسناک ہے اس کے نتیجہ میں جرمن احمدیوں کے لئے ٹھوکر کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ ان امور پر غور کرتے ہوئے کئی امور ایسے ہیں جو میرے سامنے آئے جن کا تعلق عالمی نظام جماعت احمدیہ سے ہے اور اس تجربہ سے استفادہ کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مقامی جماعتیں عطا ہو رہی ہیں یعنی ایسی جماعتیں جن میں مقامی دوست اس ملک کے باشندے زیادہ نمایاں تعداد میں نظر آنے لگے ہیں اور نمایاں دلچسپی لینے لگے ہیں ایسی جگہوں میں ہمیں تربیت کی طرف دو طرح سے متوجہ ہونا پڑے گا۔ اول یہ کہ مجالس عاملہ کو FOLLOW UP GROUP یعنی مبلغین کے پیچھے پیچھے چلنے والا تربیت کا ایک گروپ تیار کرنا چاہئے اور وہ اس بات کے ماہر ہوں اور خصوصیت کے ساتھ ان کے سپرد یہ کام کیا جائے کہ آپ یہ سوچتے رہیں کہ نئے آنے والوں کی تربیت میں کس کس چیز کی ضرورت ہے اور ہر ملک کی ضرورت الگ الگ ہوگی۔ اس لئے مرکز سے تحریک جدید بھی کوئی معین ہدایت نہیں دے سکتی اور نہ میں معین طور پر ہر ملک کی ضروریات کی تعیین یہاں بیٹھے کر سکتا ہوں۔ دورے کے دوران جو چیزیں سامنے آتی ہیں ان کے متعلق تو ہدایات دی جاتی ہیں مگر یہ تو ممکن نہیں ہے کہ انسان لٹو کی طرح ہر وقت تمام دنیا کی جماعتوں میں گھومتا رہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سو سے زائد ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور جماعتوں کی کل تعداد آپ شمار کریں تو عملاً دس سال میں بھی ایک ایک دن کا دورہ پورا نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے زیادہ وقت چاہئے۔ اس لئے ان معاملات میں مقامی جماعتوں کو اپنی ذمہ داری کو خود ادا کرنا چاہئے اور بالغ نظری کے ساتھ ان معاملات کو سلجھانا چاہئے کیونکہ اگر ابھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو آئندہ زیادہ دقتیں پیش آجائیں گی۔

سب سے زیادہ اہم بات جس کو تمام دنیا کی مجالس عاملہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے وہ توحید ہے توحید خالص کسی آسمان پر بسنے والی چیز کا نام نہیں ہے۔ خدا جو اسلام پیش کرتا ہے وہ آسمانوں کا بھی خدا ہے اور زمینوں کا بھی خدا ہے۔ اس سے کائنات کا کوئی حصہ بھی خالی نہیں۔ وہ نور السمٰوات والارض ہے۔ اس لئے اس کی توحید کے دائرہ سے کوئی چیز بھی باہر نہیں اور اس کی توحید کے اثر اور نفوذ سے کوئی چیز بھی

خالی نہیں ہونی چاہئے ۔اس لئے جماعت احمدیہ جو حقیقی توحید پرست جماعت ہے ۔اسے بھی توحید کا منظر پیش کرنا چاہئے اور اگر جماعت احمدیہ نے اس طرف سے غفلت کی اور ایسا ہونے دیا کہ انگلستان کی جماعت ایک الگ کردار لے کر اٹھ رہی ہو اور افریقہ کی جماعتیں ایک الگ کردار لے کر اٹھ رہی ہوں اور یورپ اور امریکہ کی، چین اور جاپان کی، انڈونیشیا اور ملائشیا کی اور اسی طرح دیگر ممالک کی جماعتیں اپنا اپنا ایک الگ کردار بنا رہی ہوں تو توحید قائم نہیں ہوسکتی ۔توحید عمل کی دنیا میں دکھائی دینی چاہئے ۔خدا کے نام پر اکٹھے ہونے والے ایک محمد مصطفی ﷺ کے نام پر جمع ہونے والے ایک ہو جانے چاہئیں اور وحدت کا منظر پیش کرنا چاہئے ۔وحدت کے مناظر مختلف زاویوں سے دیکھے جاتے ہیں ۔ایک وحدت کا منظر ہے آپس میں ایک ہو جانا، ایک دوسرے سے محبت کرنا، جغرافیائی تفریقات کو بھلا دینا، رنگ اور نسل کے امتیازات کو فراموش کر دینا اور ایک جان اور ایک وجود ہو جانا۔ اس پہلو سے بھی وہاں توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے اور یہ محض تلقین سے نہیں ہوسکتی بلکہ باقاعدہ اس سلسلہ میں منصوبہ بندی ہونی چاہئے ۔

اس پہلو پر غور کرتے ہوئے جو فوری چیز سامنے آتی ہے وہ ہر ملک کے مختلف نسل مختلف رنگوں اور مختلف قوموں سے آنے والے لوگوں کے باہم امتزاج کا مسئلہ ہے اور ہر جگہ یہ مسئلہ اب سر اٹھانے لگا ہے اور بعض غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اس وقت ابھی بھی اور بعض خطرات سامنے ابھر رہے ہیں ۔اس لئے فوری طور پر جماعتوں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ اگر انگلستان میں انگریز احمدی ہوتے ہیں تو آپ حسن خلق سے ان سے پیار کر کے، ان کو اپنے معاشرے میں جذب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ وہ تنہا ہو گئے ہیں ۔اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ وہ ایک مغربی معاشرہ سے ایک ایسے معاشرہ کی طرف آئے جہاں مذہبی اقدار تو ملیں لیکن متبادل معاشرہ نصیب نہیں ہوا ۔یہ توفیق نہیں ملی کہ جس Civilization کو، جس تمدن کو چھوڑ کر آئے تھے اس کے بدلے میں کوئی تمدن پالیں اور جو کچھ انہیں دیا جاتا ہے اگر اسلام کے نام پر پاکستانی تمدن دیا جائے تو یہ تو نہ ان کے ساتھ انصاف ہے، نہ اسلام کے ساتھ انصاف ہے۔

حقیقت میں ہر قوم کے کچھ تمدنی پہلو ہیں جو اس قوم کی زندگی کا جزو بن چکے ہوتے ہیں اور کچھ مذہبی پہلو ہیں جو تمدن بن چکے ہیں ۔جہاں تک اسلام کے تمدن کا تعلق ہے ان دونوں

دھاگوں کو الگ الگ کرنا پڑے گا۔مقامی تمدن کے سیاہ دھاگوں کو اسلام کے تمدن کے سفید دھاگوں سے الگ کرنا پڑے کا اور قوموں کو یہ پیغام دینا پڑے گا کہ جہاں تک اسلامی تمدن کا تعلق ہے یہ وہ خطوط ہیں جن سے تم تجاوز نہیں کر سکتے۔جن راہوں سے ہٹو گے تو اسلام کی راہوں سے ہٹو گے اور یہ وہ خطوط ہیں جن میں تمہیں اختیار ہے لیکن عمومی اسلامی ہدایات کے تابع رہ کر اپنے لئے تمدن کی راہیں تلاش کرو یا مقامی تمدن میں سے اچھی چیزیں اخذ کرلو۔پاکستانی احمدیوں کو بھی اپنے تمدن میں اسی حد تک تبدیلی پیدا کرنی چاہئے جس حد تک اسلام اجازت دیتا ہے یا جس حد تک دوسری قوم کو اپنے اندر شامل کرنے کے لئے ان کی خاطر کچھ تمدنی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے جسے Give and Take کہا جاتا ہے۔اگر آپ حکمت کے ساتھ بالغ نظر کے ساتھ آپ دونوں سوسائٹیوں کی بری باتیں چھوڑ دیں اور ان کی اچھی باتیں اختیار کرلیں دونوں سوسائٹیوں کی اور اسلام کے تمدن کی روح کو غالب رکھیں تو اس پہلو سے جو بھی تمدن دنیا میں احمدی تمدن کے نام پر پیدا ہوگا اس میں ایک تو امتزاج پایا جائے گا،دوسرے اسلامی تمدن کے پہلو کے لحاظ سے ایک عالمی قدر مشترک پائی جائے گی اور وہی ملت واحدہ بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ایک بھاری حصہ تمدن کا ایسا ہے جو مذہب سے اثر انداز ہوا ہوتا ہے اور اس حصہ کی حفاظت کرنا اور اسے نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کرنا یہ نہایت ہی اہم ضرورت ہے وقت کی جس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ورنہ جیسا کہ یہاں گزشتہ تجربہ نے بتایا کہ محض اس توجہ کے فقدان کے نتیجہ میں بہت سے خاندان ایک رستہ سے آئے اور دوسرے رستہ سے چلے گئے۔محض اس توجہ کے فقدان کے نتیجہ میں جو مخلص تھے ان کے ایمان داغدار ہونے لگے،ان کے دل افسردہ ہونے لگے وہ مایوس ہونے شروع ہوئے کہ ہم کس ویرانہ میں چلے آئے ہیں۔جن لوگوں نے ہمیں خدا کی طرف بلایا تھا وہ خدا کا نمائندہ بن کر ہمیں چھاتی سے لگانے والے ثابت نہیں ہوئے بلکہ تنہا دنیا میں چھوڑ دیا ہے یہ کہہ کر کہ تم اپنے تمدن سے باغی ہو جاؤ اور ہم تمہارے لئے کوئی تمدن پیش نہیں کر سکتے ،تم اپنے تعلقات توڑ لو ہم تمہارے لئے کوئی متبادل تعلقات مہیا نہیں کر سکتے ،تم اردو سیکھو لیکن ہم انگریزی نہیں سیکھیں گے،ہم جب بات کریں گے پنجابی یا اردو میں کریں گے،خواہ تم بیٹھے رہو تمہاری طرف کوئی متوجہ نہیں ہوں گے اور جب بھی ہم آپس میں ملیں گے تم سرکتے سرکتے ایک طرف کونہ میں لگ جایا کرو گے اور ہم اپنی اجتماعی شکل

میں آپس میں خوش گپیوں میں مصروف ہو جایا کریں گے۔ اگر یہ پیغام آپ اسی طرح دیتے رہے تو ہر جگہ جتنے سفر آپ طے کریں گے وہ سارے فاصلے اپنے ہر قدم کے ساتھ منقطع بھی کرتے چلے جائیں گے۔ زمینیں سر نہیں ہوں گی بلکہ سر شدہ زمینیں دوسروں کے سپرد کرتے چلے جائیں گے۔ ایک ایسا سفر ہے جس میں آپ کی زمین وہی ہے جہاں آپ کھڑے ہیں یا جہاں آپ قدم مار رہے ہیں۔ گزشتہ زمینیں فتح کر کے حاصل کر کے غیروں کے سپرد کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ تو کوئی ترقی کا طریق نہیں ہے، یہ تو کوئی زندہ رہنے کا فیشن نہیں ہے اس لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا الہام ہوا۔ ''زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں'' (تذکرہ: ۴۲۶) آپ زندگی کے فیشن سے دور نہ جائیں کبھی۔ زندہ رہنے کے اسلوب سمجھیں، سوچیں اور ان کو چمٹ جائیں۔ اور عالمی توحید کو پیدا کرنے کے لئے عالمی تمدن کے امتزاج کا ہونا بڑا ضروری ہے اور اس کی طرف جماعتوں کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دینی چاہئے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسے گروہ ایسے چیدہ چیدہ صائب الرائے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کی مجالس قائم کرنی چاہئیں خواہ وہ مجلس عاملہ میں سے چنے جائیں خواہ باہر سے اختیار کئے جائیں۔ جن کے سپرد یہ کام ہو اور ان کی رپورٹیں اگر وہ باہر سے ہیں مجلس عاملہ میں پیش ہوں۔ اگر وہ لوگ مجلس عاملہ کے ممبر ہیں تب بھی مجلس عاملہ میں پیش ہوا کریں اور جو کچھ بھی لائحہ عمل تجویز ہو وہ ملکی طور پر مجھے بھجوا دیا جایا کرے تا کہ میں ایک نظر ڈال لوں۔ ایک تو اس کے نتیجہ میں مجھے علم ہوتا رہے گا کہ کونسا ملک بیدار مغزی سے یہ کام کر رہا ہے اور توجہ سے یہ کام کر رہا ہے اور جو ملک غافل ہیں ان کو متوجہ کر سکوں گا۔ دوسرے ان حقائق کی روشنی میں جو انہوں نے جمع کئے ہوں گے میں ان کے لئے مزید راہنمائی کا موجب بن سکوں گا۔ اس لئے وہ ساری جماعتیں جو ان مسائل پر غور کریں اور وہ اپنی رپورٹیں مجھے بھجوانی شروع کریں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسکے نتیجہ میں ایک اور فائدہ یہ ہوگا کہ رپورٹیں چونکہ ساری دنیا سے آرہی ہوں گی اس لئے جو اسلامی تمدن کی جو توحید قرآن اور حدیث کی روشنی میں مَیں قائم کرنا چاہتا ہوں وہ ساری دنیا کی رپورٹیں یکجائی طور پر نظر میں آنے کے نتیجہ میں زیادہ آسانی سے کر سکوں گا، زیادہ اس بات کا اہل ہوں گا۔

دوسرا پہلو ہے پاکستانی احمدیوں کی تربیت کرنا جو باہر گئے ہوئے ہیں اور انکو استعمال کرنا

ابتدائی تعلیم کے لئے ۔ یہ بہت ہی اہم کام ہے جو خاص طور پر جرمنی میں سامنے آیا۔ جب میں ملاقاتیں کرتا رہا ہوں یا گفت وشنید کرتا رہا ہوں تو صرف حال احوال پوچھنا تو مقصد نہیں تھا کہ انہوں نے میرا حال پوچھ لیا اور میں نے ان کا حال پوچھ لیا۔ ان کے تمدنی حالات پوچھتا رہا ہوں، مسائل پوچھتا رہا ہوں اور دینی حالت کے متعلق تو کچھ شکلیں بتا دیتی تھیں اور کچھ سوالات کے بعد چیزیں سامنے آجاتی تھیں۔ ایک چیز جو افسوسناک سامنے آئی وہ یہ تھی کہ نوجوانوں میں جہاں اخلاص کا معیار بلند ہے وہاں علم کا معیار بہت کم ہے ۔ بعض صورتوں میں تو بعض احمدی نوجوانوں کو نماز کا ترجمہ نہیں آتا تھا، وہ گھر سے سیکھ کر ہی نہیں چلے ۔ بہت سے ایسے احمدی نوجوان بھی دیکھے جو وہاں نظر بھی کبھی نہیں آتے تھے اور یہاں آنے کا فائدہ یہ ہوا کہ وہ جماعت کے ساتھ منسلک ہو گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے کہ اب جو چاہو ہم سے کرو اور جس طرح چاہو ہمیں اچھا بنا دو۔ پہلے وہ اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے تھے اور جو لوگ ان کے پاس جاتے تھے وہ ان سے دور بھاگتے تھے۔

ایسا عنصر خاص طور پر جو وہاں بھی جماعت کی نظر سے الگ رہا اور جماعتی تربیت کے ہاتھ سے پیچھے ہٹتا رہا ہے وہ یہاں آکر بھی جماعت سے متعلق تو ہو گیا لیکن علمی لحاظ سے اور تربیتی لحاظ سے اسی طرح ابھی پیچھے ہے اور خطرہ یہ ہے کہ ان کا اخلاص اور ان کا تعلق ضائع نہ ہو جائے یا نقصان کا موجب نہ بن جائے۔ ضائع تو ان معنوں میں ہو سکتا ہے کہ یہ اب اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں، تعلق بڑھا رہے ہیں اور ان کو سلجھانے کے لئے ان کے اخلاق درست کرنے کے لئے ان کی اعلیٰ تربیت کے لئے کوئی کارروائی نہ کی جائے ۔ اتنا اچھا موقع اللہ تعالیٰ مہیا کرے اور جماعت اس موقع سے استفادہ کرنے سے غافل رہ جائے یہ بہت ہی بڑا نقصان ہے۔

دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ ان نوجوانوں نے جو تعلق قائم کیا ہے اگر ان کے اخلاق وہی رہے اگر ان کا علمی معیار اور تربیتی معیار وہی رہا تو مقامی دوست خصوصیت کے ساتھ ان کو اسلام کا ایمبیسڈر، اسلام کا سفیر سمجھتے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے اور پاکستانی احمدیوں کے معیار کو اس طرح جانچ رہے ہوں گے اور واقعۃً یہی ہوا بھی۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دو جرمن دوستوں نے بڑی تفصیل سے کھل کر مجھ سے گفتگو کی اس دن بڑا اچھا موقع تھا۔ ان میں سے ایک دوست ہمارے ساتھ سیر پر جاتے رہے۔ سیر کے دوران ان سے بات کرنے کا ان سے بڑی لمبی گفتگو ہوئی۔ تو

انہوں نے جو باتیں بتائیں ان سے معلوم ہوا کہ یہ ایک بہت ہی بڑا اور حقیقی خطرہ ہے۔ ان کو اندازہ نہیں تھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو وہاں سے آئے ہیں اور کس کس قسم کے لوگ ہیں۔ جو بھی آنے والا تھا وہ سمجھتے تھے کہ خدا کے گھر سے آرہا ہے، وہاں سے آرہا ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے، جہاں صحابہ نے نئی نسلوں کی تربیت کی وہ احمدیت کے نمائندہ کے طور پر ہر شکل کو دیکھتے تھے۔ بعض دفعہ شکل وصورت، طرز رہنے سہنے کی، اوڑھنے بچھونے کی، لباس کی، باتوں کی ایسی طرز ہوتی ہے جو بتادیتی ہے کہ اس میں دین نہیں ہے اور جب آپ ایسے لوگوں کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر دیکھیں آپ کو پتہ نہ ہو کہ وہاں بھی یہ نمائندہ نہیں تھے، وہاں بھی پیچھے ہٹنے والوں میں سے تھے بھاگنے والوں میں سے تھے، تو آپ یہی اثر لیں گے کہ ہمیں تو کچھ اور باتیں بتائی جاتی تھیں، ہم سے تو کچھ اور توقعات رکھی جاتی ہیں اور وہاں کچھ اور باتیں ہو رہی ہیں۔ بہر حال بڑی تفصیل سے ان کو رفتہ رفتہ سمجھانے کی کوشش کی اور پھر وہ سمجھ گئے بڑے ذہین آدمی تھے انہوں نے ان فرقوں کو دیکھا اور سمجھا۔

ان کو میں نے آخر پر یہ بتایا کہ ان کی غلطی کردار کی لیکن آپ کی غلطی اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ آپ نے خدا کو پاکستان کا خدا سمجھ لیا ہے اور جرمنی کا خدا نہیں سمجھا اور اسلام کو پاکستان کا اسلام سمجھ لیا ہے اور جرمنی کا اسلام نہیں سمجھا۔ آپ کو تو ہم نے خدا سے روشناس کرایا ہے جو کل عالم اور کل کائنات کا خدا ہے، آپ کو تو ہم نے اسلام سے روشناس کروایا ہے جو سارے عالم کا اسلام ہے۔ اس لئے جب آپ نے حاصل کر لیا تو اس کے بعد کسی دوسرے کے محتاج کیوں ہیں اپنی تربیت کے لئے؟ کیا اس کے پھر جانے سے آپ پھر جائیں گے۔ کیا اگر غیر خدا کو چھوڑتا ہے تو آپ بھی اس خدا سے دامن توڑ لیں گے؟ یہ رجحان سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ آپ اس کے بدلے ایک اور ردعمل دکھا سکتے تھے۔ آپ ان خطوط پر بھی سوچ سکتے تھے کہ ان لوگوں نے بڑی مالی اور جانی قربانیاں کیں اور بڑی لمبی جدوجہد کی اور بڑی سخت مشکلات میں اپنے ایمان کی حفاظت کرتے رہے اور ہم تک پیغام پہنچایا اور کامیابی سے پیغام پہنچا دیا۔ اس عرصہ میں ان میں کچھ لوگ زخمی بھی ہوئے، کچھ بیمار ہوئے اور کچھ خود ان مقاصد سے دور جا پڑے۔ ہم اور طرح تو ان کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے کیوں نہ ان کی تربیت کر کے احسان کا بدلہ دیں، کیوں نہ ان کو بتائیں کہ جو اسلام تم

نے ہم کو پہنچایا تھا ہم نے اس کو بہت حسین پایا ہے۔ہم نے اس پر عمل کر کے دیکھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

(درثمین: ۱۶)

تو تم یہی اعلان کر سکتے تھے کہ ہم نے تو اسے اچھا پایا ہے اس نے ہماری زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں، ہمارے کردار بدل کر رکھ دیئے ہیں، ہمیں گندگیوں سے نجات بخشی ہے اور روحانی تسکین عطا کی ہے۔تم کیا ظلم کر رہے ہو اپنی جانوں پر کہ ہمیں بچا کر خود ہلاکت میں مبتلا ہو رہے ہو۔میں نے اسے سمجھایا کہ اگر تمہاری طرف سے یہ آواز ان پاکستانی نوجوانوں کے کانوں میں پڑے تو وہ بہت زیادہ مؤثر ہوگی اور بہت زیادہ ان کو شرمندہ کرنے والی اور ان کی غیرت کو چرکہ لگانے والی ہوگی اور واقعۃً تم ایک احسان کا بدلہ اتارنے والے ہوگے۔اگر ان رستوں پر چلتی رہیں تمہاری سوچیں جن رستوں پر چل رہی ہیں تو خود بھی نقصان اٹھاؤ گے ان کو بھی نقصان میں ڈال دو گے۔تو یہ وہ طریق ہے جس میں دونوں طرف کی تربیت کی ضرورت ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جس قوم کو خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے چن لیا ہے اس کی اولیت کو کوئی چھین نہیں سکتا اور اس کی ضرورت کے احساس سے کوئی عقل مند انکار نہیں کر سکتا۔وہ اولین طور پر ہندوستان میں جو ایک خطۂ پنجاب ہے اس سے تعلق رکھنے والی قوم ہے اور اسی دائرے کو جب بڑھاتے ہیں تو ہندوستان بحیثیت مجموعی جس میں پاکستان بھی ہے آج کا اور ہندوستان بھی ہے، یہ خطۂ سرزمین جسے ہندو پاکستان کا برصغیر کہا جاتا ہے اس علاقے کے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے اولین ذمہ داری ڈالی اور اولین طور پر ان میں کوئی مادہ دیکھا ہے اصلاحی۔ان میں بعض مخفی خوبیاں دیکھی ہیں جن کو خدا تعالیٰ کی نظر نے پہچانا ہے۔اس لئے ان کو چنا ہے، خدا جانتا تھا کہ دنیا کی اصلاح کے لئے ان کے اندر مادہ ضرور موجود ہے۔اس علاقہ کے لوگ جو سو سال سے مسلسل قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور بڑی وفا کے ساتھ حق کو چمٹے ہوئے ہیں یہ بات بتاتی ہے کہ یقیناً خدا تعالیٰ کی نظر نے صحیح شناخت فرمائی۔

بہر حال ساری دنیا میں سے اس علاقہ کے لوگوں کا دین پھیلانے کے لئے استعمال ہونا دنیا کے آئندہ نقشہ کا ایک لازمی حصہ ہے۔لازماً ہر ملک میں آغاز میں ابتداء میں اسی علاقہ کے لوگوں کو تبلیغ میں مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا اور لمبے عرصہ تک کرنا ہوگا اور تربیت میں بھی ایک نہایت مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔اس لئے جماعتوں کو اس پہلو سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ہمیں لازماً مجبوراً پاکستانی اور ہندوستانی احمدیوں کے کردار کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھنا ہوگا کیونکہ خدا نے انہیں استعمال کرنے کے لئے چنا ہے۔اگر یہ کھوٹے پیسے بن گئے تو ہم انہیں استعمال نہیں کر سکیں گے اور اگر یہ اچھے پیسے بنے تو غیر معمولی اسلام کی خدمت دنیا میں کر سکتے ہیں۔

پھر دوسرا پہلو ہے ان کی اگلی نسلوں کو سنبھالنے کا لیکن وہ پہلے پہلو کا بچہ ہی ہے۔جس طرح اگلی نسل موجودہ نسل کے بچے ہوتے ہیں اسی طرح موجودہ نسل کو آپ سنبھالیں اور صحیح خطوط پر چلائیں تو روحانی طور پر اگلی نسل بھی لازماً بچ جاتی ہے۔نقائص ڈھونڈنے کے لئے آپ دوسری نسل کی شکلوں کو نہ دیکھیں، جب بھی کوئی نقص ہو تو پہلی نسل کی شکلوں کو دیکھیں۔وہاں سے ابتداء ہوئی ہے۔یاد رکھیں یہ قرآن کریم نے ہمیں نکتہ عطا فرمایا ہے کہ آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے موجودہ نسلوں کو سنبھالو۔فرمایا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

(الحشر:۱۹)

اس کے وسیع معانی میں ایک معنی یہ بھی ہے کہ اے آج کے بسنے والے مسلمانو! اے ایمان والو! جن کو ہم مخاطب ہیں اگلی نسلوں کی تربیت کے تم ذمہ دار ہو۔اس لئے تم پوچھے جاؤ گے کل کیا پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہو اس کا سوال تم سے کیا جائے گا۔اس لئے یہ نہایت ہی اہم بات ہے کہ موجودہ نسل کے احمدیوں میں جو دنیا کے کسی خطہ میں بھی آباد ہوں ان کی تربیت کی طرف فوری توجہ کریں۔اگر وہ متوازن ہو جائیں تو ان کی نسلیں خود بخود ٹھیک ہونی شروع ہو جائیں گی اور بھی غیر معمولی پاک تبدیلیاں ان کے اندر پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی۔

اس ضمن میں اور بھی بہت سے امور سامنے آتے رہے جن کے متعلق مختلف وقتوں میں

جماعتوں کو، مجالس عاملہ کو ہدایات دیتا رہا ہوں۔لیکن مختصر جماعتوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ سر جوڑ کے بیٹھیں گے اور پروگرام بنائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خود ان کے ذہن میں بھی بہت سی باتیں ابھریں گی۔ نئے نئے رستے اللہ تعالیٰ ان پر روشن فرمائے گا۔

دوسرا اہم پہلو جس کی طرف ساری دنیا کی مجالس عاملہ کو توجہ دینی چاہیئے وہ تربیتی لٹریچر کی تیاری ہے۔ ہر ملک کے لحاظ سے اس کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیتی لٹریچر تیار ہونا ضروری ہے اور اس میں اسلام کے بنیادی تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے۔کم سے کم طور پر ایک شخص مسلمان کیسے بنتا ہے؟ اسے کیا معلوم ہو تو وہ مسلمان بن جاتا ہے جب یہ باتیں آپ سکھائیں گے لٹریچر میں بھی اور تربیت کے ذریعہ بھی تو آپ کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی پڑے گی کہ اسلام میں محض مقتدی بنانے کا تصور نہیں بلکہ امام بنانے کا تصور ہے ،لیڈر شپ پیدا کرنے کا تصور ہے۔اسی لئے کوئی پیشہ ور ملاں اسلام میں موجود نہیں ہے۔ ہر شخص سے اسلام توقع رکھتا ہے کہ اگر جماعتیں اس کو چنیں، عوام اس پر اعتماد کریں تو وہ قیادت کی صلاحیتیں بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور قیادت کے سلیقے جانتا ہو۔نماز کیسے پڑھائی جاتی ہے یہ بھی ہر مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے۔صرف نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ نماز پڑھانے کا علم ضروری ہے۔محض یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہو کر اپنی پیدائش اور اپنی موت کو بعض علماء کے سپرد کر دے کہ جس طرح چاہیں وہ سلوک کریں۔اس کو اہل ہونا چاہیئے اس بات کا یہ سب مسائل کا علم ہونا چاہیئے کہ بچے کس طرح پیدا ہوتے ہیں ان کے کیا حقوق ہیں اور لوگ جب مرتے ہیں تو ان کے کیا حقوق ہیں، بیاہ شادی کس طرح کئے جاتے ہیں۔ ہر احمدی اس بات کا اہل ہونا چاہیئے کہ اسلام میں جو کم سے کم سیادت کی ضرورتیں ہیں ان سے وہ پوری طرح واقف اور آشنا ہو اور اسے تجربہ بھی ہو محض دیکھنے سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔

مجھے یاد ہے وقف جدید میں ہم نماز ظہر وہیں پڑھا کرتے تھے کیونکہ کام کے وقت دوسری جگہ جانا مشکل ہوتا تھا ہر مسجدیں چھوٹی تھیں بالکل نزدیک کی ایک جو مسجد تھی اس سے زیادہ نمازی وہاں آجاتے تھے۔ چنانچہ با قاعدہ وہیں مسجد بنائی ہوتی تھی نماز ظہر کیلئے ، وہاں ایک کمرہ وقف تھا۔ ایک دفعہ وہاں ایک اچھے خاصے مخلص دوست خدام الاحمدیہ کے کاموں میں بڑے پیش پیش اور واقف تھے وہ تشریف لائے تو میں نے ان کو کہا کہ آج آپ نماز پڑھائیں۔ظہر کی نماز تھی تو انہوں نے

کہا مجھے نماز پڑھانی نہیں آتی ۔اگر وہ ویسے کہہ دیتے کہ میں جھجکتا ہوں تو اور بات تھی ۔میں نے کہا کہ نماز پڑھانی نہیں آتی کیا مطلب؟ آپ کو بلکہ ہر احمدی کو نماز پڑھانی آنی چاہئے ۔یہ کیا مطلب ہے کہ نماز پڑھانی نہیں آتی ۔انہوں نے کہا جی دیکھی ہوئی ہے لیکن کبھی پڑھائی نہیں ۔میں نے کہا پھر پڑھانے میں کیا حرج ہے، اگر آپ کو پڑھانی نہیں آتی تو آپ نے بارہا دیکھا ہوا ہے ساری عمر اس میں گزاری ہے پڑھائیں آگے جاکے ۔چنانچہ نماز پڑھانے کے بعد مجھے محسوس ہوا، ان کو کہنے کے بعد، مجبور کرنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ غلطی کی تھی ان کی پہلے کچھ تربیت ہونی ضروری تھی ۔کیونکہ وہ شاید میرے کہنے کی وجہ سے ایسا اثر پیدا ہو گیا کچھ نروس ہو گئے یا پہلی دفعہ نماز پڑھانے کے نتیجہ میں ایسا ہو کہ **اللہ اکبر** کی بجائے **سمع اللہ لمن حمدہ** ۔**سمع اللہ** کی بجائے **اللہ اکبر** ،سجدے میں جاتے وقت **ربنا ولک الحمد** کہہ رہے ہیں ۔وہ ایسی اکھڑی نماز کہ پچھلے نمازیوں کے لئے ہنسی برداشت کرنی مشکل ۔بڑی مشکل سے نماز کا وقت گزارا۔

اس وقت بھی خاص طور پر مجھے خیال آیا تھا کہ ہم ایک بات سے غافل ہو گئے ہیں ۔اسلام ہم سے تقاضے کرتا ہے سید پیدا کرنے کے ،سردار پیدا کرنے کے ،امام پیدا کرنے کے اور ہم مقتدی پیدا کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے ذمہ داریاں ادا کر دیں ۔یہ تو ایک ایسا عظیم الشان راز ہے قوموں کی ترقی کا جس کو اہل اسلام نے بھلا دیا لیکن بعض غیر قوموں کے غیر معمولی لیڈروں نے اختیار کیا اور اس سے بڑا فائدہ اٹھایا۔اگرچہ یہ ظلم کیا کہ اس سے منفی رنگ میں فائدہ اٹھایا یعنی فائدہ تو اٹھایا لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے بعد دنیا کی ہلاکت کے لئے استعمال کیا لیکن بنیادی طور پر راز یہی تھا۔

جب جنگ عظیم اول ہوئی تو عالمی طاقتوں نے یہ غور کیا کہ جرمنی کے متعلق ایسی کارروائیاں کرنی چاہئیں کہ پھر کبھی اٹھ ہی نہ سکے اور اس کو پھر کبھی یہ خیال نہ آسکے کہ میں بھی دنیا میں کوئی فوجی کردار ادا کر سکتا ہوں ۔چنانچہ جو انہوں نے جو بہت سے اقدامات کئے ان میں ایک یہ بھی اقدام تھا کہ ان پر پابندی لگ گئی کہ غالباً ایک لاکھ یا اس کے لگ بھگ سے زیادہ تم فوج نہیں رکھ سکو گے اور اس سے زیادہ آدمیوں کو فوجی ٹریننگ تم دے ہی نہیں سکتے ۔ان کا خیال تھا کہ جنگیں ایک دم تو نہیں شروع ہو جاتیں جس قوم کی فوج صرف ایک لاکھ ہو یورپ جیسے ترقی یافتہ علاقے میں اس سے

ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور بھی بعض ذرائع اختیار کئے لیکن ایک یہ تھا۔ہٹلر کو ایک بہت قابل جرنیل نے مشورہ دیا کہ اس مسئلہ کو حل کرنا تو بہت آسان ہے۔ہم ایک لاکھ سپاہی پیدا کرنے کی بجائے ایک لاکھ افسر تیار کرتے ہیں۔جہاں تک تعداد کا تعلق ہے ان کو کیا پتہ کہ عملاً اس تعداد میں پھیلنے کی غیر معمولی طاقت آگئی ہے۔لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ بجائے سپاہی کی ٹریننگ کے مجھے اجازت دو میں فوجی تربیت کا ایسا منصوبہ تیار کرتا ہوں کہ ہم ہر ایک افسر تیار کریں گے اور افسر بھی ایسا جو انسٹرکٹر بننے کا اہل ہو۔ چنانچہ انہوں نے ایک لاکھ انسٹرکٹرز تیار کردیئے بجائے سپاہی بنانے کے۔ دوسری ترکیب انہوں نے یہ کی کہ ان کو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد چھٹی دینی شروع کردی۔دس ہزار آج نکال دیئے جو تربیت یافتہ تھے اور ان کی بجائے دس ہزار اور بھرتی کر لئے۔دس ہزار کل نکال دیئے اور ان کی جگہ دس ہزار اور بھرتی کر لئے۔جہاں جہاں وہ گئے ان کو تعلیمی اداروں میں مقرر کیا اور کہا کہ اب تم طلباء تیار کرو۔چنانچہ چند سال کے اندر اندر اتنی عظیم الشان فوجی طاقت بن گئی کہ جب چرچل نے توجہ دلائی، پہلا شخص یورپ میں چرچل تھا جس نے اس خطرہ کو بھانپا تو اس نے توجہ بھی ان الفاظ میں دلائی کہ الارم کی گھنٹی تو بجا رہا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میں بھی لیٹ ہو چکا ہوں۔اب ہمارا اختیار ہی کوئی نہیں رہا۔اب تو جو کچھ نقصان ہو چکا ہے اب یہ غور کرنا ہے کہ اس کی تلافی کیسے کی جاسکے گی مگر نقصان ہو چکا ہے، جو کچھ جرمنی نے کرنا تھا کر لیا ہے اب سارے اتحادیوں کی اجتماعی طاقت بھی اکیلے جرمنی کے برابر نہیں ہے۔

تو اسلام نے جو گُر سکھایا تھا سید بنانے کا اس کو مسلمانوں نے تو بھلا دیا اور غیر قوموں نے اختیار کیا اور مسلمانوں کو تو اسلام نے دنیا کے فائدہ کے لئے یہ گر سکھایا تھا۔غیر قوموں نے دنیا کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ گر استعمال کیا کیونکہ اسلام کے تقویٰ کی تعلیم سے یہ لوگ عاری تھے۔

آج دنیا کی سیادت آپ کے سپرد ہے اور جب تک آپ خود سید نہیں بنیں گے آپ دنیا کی سیادت کیسے کریں گے؟ کیسے نئے آنے والوں کو سردار بناسکیں گے۔اس لئے بہت ہی ضروری ہے کہ ہم اپنے Follow up کی تربیت میں ایسا پروگرام شامل کریں کہ جس کے نتیجہ میں ہر احمدی کو کم

سے کم سیادت کی تعلیم دی جائے یعنی کم از کم ایسی سیادت جس کے بغیر مسلمان کی تصویر مکمل نہیں ہوتی اور اس کو راہنمائی کے اصول بتائے جائیں۔ اس پر جب اعتماد کیا جاتا ہے تو اس کو اپنے اعتماد کی کن پہلوؤں سے خصوصیت کے ساتھ حفاظت کرنی چاہئے ۔ جب اس طرف آپ آئیں گے تو نظام جماعت بھی اس کو بتانا پڑے گا۔ اس کو بتانا پڑے گا کہ ہم پر تمام دنیا کے احمدی بعض آدمیوں پر مالی لحاظ سے اعتماد کرتے ہیں اور جب تک یہ اعتماد قائم رہے گا مالی نظام میں برکت رہے گی، جب یہ اعتماد کھویا گیا تو مالی نظام ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح باقی نظام میں یہ یہ توقعات کی جاتی ہیں اور تمہیں ہم صرف ایک احمدی کے طور پر نہیں بلکہ مجلس عاملہ کے رکن کے طور پر تیار کرنا چاہتے ہیں تا کہ جب تم پر یہ ذمہ داریاں ہوں تو تم اس طرح ادا کرو۔ محض ایسے احمدی نہ بنو جو باہر بیٹھ کر مجلس عاملہ پر تبصرے کر رہا ہو۔ بلکہ ایسے احمدی بنائیں جو وہاں بیٹھے ہوں جن پر لوگ تبصرے کرنے کی کوشش کریں اور ان کے پاس مؤثر جواب ہوں۔ پھر ہر پہلو سے انکے حقوق کیا ہیں، ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں، خلافت کا نظام کیا ہے، انصار اللہ کا نظام اور خدام الاحمدیہ کا نظام یعنی ذیلی تنظیموں کا کام کیا ہے، ان سارے امور سے ان کو واقف کرانا اور پھر جماعت کی تاریخ سے ان کو آگاہ کرنا اور ایسے مؤثر کردار ادا کرنے والے احمدیوں کی صفات یا انکی زندگیوں کے حالات سے مطلع کرنا جن کا کردار آج بھی زندہ ہے۔ جب اس کردار پر آپ نظر ڈالتے ہیں تو وہ آپ کو مرتعش کر دیتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی زندگی کے واقعات ہیں۔ انہوں نے احمدیت میں بہت مختصر زندگی دیکھی لیکن ایسی عظیم زندگی تھی کہ رشک سے ہمیشہ دنیا کی نگاہ سے دیکھتی رہے گی کہ کاش ہمارے سینکڑوں سال کے بدلے وہ مختصر زندگی ہمیں نصیب ہو جاتی۔ جب ان کے کردار پر نظر آپ ڈالتے ہیں ان کے واقعات سے نئے آنے والوں کو آگاہ کرتے ہیں تو آپ کو کسی زور لگانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی باتوں سے زیادہ زندہ وہ کردار آج بھی ہے، آج بھی اس میں اس بات کی اہلیت ہے کہ دلوں کو متحرک کر دے اور خون کو گرم کر دے اور نئے حوصلے پیدا کرے انسانوں میں اور نئے عزم بلند کرے ان کے سینوں میں۔ ایسے لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھی تھے انہوں نے کیا کیا کیا۔ کس طرح دنیا میں قربانیاں پیش کیں، کس طرح دنیا کو تبدیل کیا، کس طرح قول اور فعل کے سچے ثابت ہوئے، صادق القول

تھے، صادق العمل تھے، ان کی باتوں سے آگاہ کرنا جب ان سب باتوں پر آپ نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ اتنا بڑا کام کرنے والا ہے کہ اس کے لئے مسلسل کئی سال کی محنت چاہئے ورنہ ساری دنیا کی زبانوں میں اس قسم کا لٹریچر تیار کرنا اور ایسے احمدی پیدا کرنا جو ساتھ ساتھ واقف ہوتے چلے جائیں اور زبانی ان باتوں کو آگے پھیلانے کے اہل ہوں۔ بہت بڑی محنت کی ضرورت ہے۔

جرمنی کے چند روز کے قیام میں جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں منصوبے ڈالے وہ تو کافی وسیع ہیں ان میں سے ایک یہ ہے اور بہت سی باتیں ہیں جو وقتاً فوقتاً جماعتوں کو ہدایتوں کی صورت میں بھجوائی جاتی رہیں گی۔ صرف فکر یہ ہوتی ہے کہ اگر اکٹھی زیادہ ہدایتیں دی جائیں تو ہمت بعض دفعہ ٹوٹ جاتی ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ اتنی باتیں میں کر ہی نہیں سکتا چلو چھوڑ دو۔ اس لئے مجھے بھی بڑا صبر کرنا پڑتا ہے۔ ایک وقت میں تھوڑی تھوڑی غذا دینے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ یہ ہضم ہو پھر آگے چلیں پھر آگے چلیں، تا کہ رفتار میں زیادہ تیزی آتی جائے اور رفتار تیز کرنے والی غذا ساتھ ساتھ ملتی جائے۔ سر دست میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان دو پروگراموں کو آپ جاری کرنے کی کوشش کریں، ساری دنیا کی مجالس میں جاری کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح کریں کہ جو پچھلے منصوبے تھے ان کو چھوڑ کر نہیں ان کے پہلو بہ پہلو ان کو جاری کریں۔ اس لئے میں بار بار اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ ہمیں ٹیمیں تیار کرنی پڑیں گی، ہمیں مختلف کاموں کے لئے سپیشلسٹ ٹیمیں تیار کرنی پڑیں گی جو پہلے منصوبے ہیں وہ بعضوں کے سپرد کریں وہ بیدار مغزی سے ان کی پیروی کرتے رہیں۔ یہ منصوبہ نیا کچھ اور لوگوں کے سپرد کریں۔ اس کے دو پہلو ہیں اس کے لئے الگ الگ دو کمیٹیاں بنانی پڑیں گی اور بعض دفعہ مجبوراً چھوٹے علاقوں میں خصوصیت کے ساتھ ایک شخص ایک سے زائد کمیٹیوں کا ممبر بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر ہر کام کی الگ الگ کمیٹیاں ہوں تو اس کو اپنی اس شخصیت کا احساس ہمیشہ پیش نظر رہے گا کہ میری ایک شخصیت یہ ہے اور ایک شخصیت وہ ہے۔ اس سے اسے کام یاد رکھنے میں آسانی رہے گی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ **خدا کی توحید آسمانوں سے ہم نے زمین پر لانی ہے اور اس کو فرضی توحید نہیں رہنے دینا اسے اپنے سینوں سے چمٹانا ہے، اپنے خون میں جاری کرنا ہے۔ ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھانی ہے جو موحد ہو حقیقۃً عمل کی دنیا میں موحد ہو صرف نظریات کی دنیا میں موحد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

مجھے متوجہ کیا گیا ہے کہ میں نے جرمنی، بیلجیئم اور ہالینڈ کی بجائے جرمنی، بیلجیئم اور فرانس کا دورہ کہہ دیا تھا یہ غلط ہے فرانس نہیں گئے تھے ہم ہالینڈ گئے تھے۔ واپسی پر جس طرح مجھے جرمنی سے وہاں کے مقامی لوگوں کے کردار اور اسلام میں سنجیدگی کے پیش نظر بہت سی توقعات وابستہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ہالینڈ کے متعلق بھی اتنا میں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہالینڈ نے اب تک جتنے بھی احمدی پیش کئے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ معیار کے ہیں۔ نہایت مخلص سلجھے ہوئے متوازن ذہن والے، انتہاء پسندی سے خالی اور بہت ہی سچے دل سے اسلام کو قبول کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی قربانیوں میں بھی پوری طرح شامل ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے ان کو کہ وہ جلد سے جلد پھیلیں اور ہالینڈ کی قوم کو اسلام کی پُرامن آغوش میں لے آئیں۔

ہالینڈ کے متعلق ضمناً ایک بات اور بیان کرنی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ یورپ کی جتنی قومیں ہیں ان میں اخلاص کے ساتھ عیسائیت کو قبول کرنے والی جیسی ہالینڈ کی قوم ہے اور کہیں ہم نے نہیں دیکھی۔ ہالینڈ کے بعض ایسے خطے ہیں جہاں آج بھی وہ لوگ اپنی عیسائیت میں سچے ہیں۔ عیسائیت غلط ہو تو یہ الگ مسئلہ ہے لیکن وہ لوگ عیسائیت کے ساتھ خلوص میں سچے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی پوری دیانتداری سے کوشش کرتے ہیں۔ وہاں کا معاشرہ یورپ کے باقی معاشرہ سے بہت زیادہ صاف ہے اور ان لوگوں کے اخلاق بہت اچھے ہیں۔ اس لئے ہالینڈ خصوصیت کے ساتھ ہمارے پیش نظر ہونا چاہئے کیونکہ اصل بات خلوص ہے اگر کوئی قوم کسی مذہب کو سچا سمجھ کر اس سے خلوص اختیار کر رہی ہے تو اس کے اندر سچائی کو قبول کرنے کا بنیادی جوہر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ان کو بھی جلد از جلد اسلام کے دامن میں لے آئیں۔ بہر حال یہ درستی کرنی تھی فرانس کی بجائے ہالینڈ کا ذکر کرنا چاہئے تھا۔

دوسرا اعلان ہے کہ ہمارے ایک بہت ہی پرانے واقف زندگی مبلغ سلسلہ (محمد حنیف یعقوب صاحب)

جوٹرینیڈاڈ سے تعلق رکھتے تھے آج کل گی آنا میں مبلغ سلسلہ تھے، وہ وفات پا گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محمد حنیف یعقوب صاحب (مرحوم موصی تھے) ان کی نماز جنازہ غائب ہوگی ان کے ساتھ اور بھی جو آج تک فہرست پڑی ہوئی تھی جنکی کی نماز جنازہ غائب ادا نہیں ہوسکی وہ بھی شامل کرتا ہوں۔

مکرمہ کبریٰ خانم صاحبہ اہلیہ مفتی عبدالسلام صاحب وفات پاگئی ہیں۔ یہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ مکرم شیخ فضل محمد صاحب یہ ہمارے شیخ ناصر شہید آف اوکاڑہ کے والد تھے۔ مکرم میاں محمد ادریس صاحب چغتائی یہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ مرحوم کے بیٹے تھے۔ مکرم محمود احمد بشارت صاحب عبدالغفار ڈار صاحب راولپنڈی کے بھانجے تھے۔ مستری نذر محمد صاحب نصیر الدین صاحب بلال کے والد تھے اور موصی تھے۔ مکرمہ عنایت بیگم صاحبہ موصیہ تھیں۔ (محمد حنیف یعقوب صاحب بھی موصی تھے)۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب باجوہ، بشیر احمد باجوہ صاحب نے مسقط سے ان کے لئے درخواست کی ہے۔ چوہدری علی محمد صاحب گوندل شادیوال سے، شیخ محمد بشیر صاحب اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور۔

ان سب کی نماز جنازہ غائب انشاءاللہ نماز جمعہ کے معاً بعد ادا کی جائے گی۔

ہاں ایک اور بات جمعہ کی نماز کے بعد جب تک یہ سردی کے خاص دن چل رہے ہیں اور یہ بدلا ہوا وقت ہے عصر کی نماز ساتھ جمع ہوا کرے گی۔ آج سے شروع ہوگا اور جب یہ وقت بدلیں گے پھر میں آپ کو بتادوں گا یعنی دن جب اتنے لمبے ہو جائیں کہ ظہر اور عصر کے وقتوں کو الگ الگ کیا جاسکے پھر انشاءاللہ یہ جمع چھوڑ دی جائے گی۔